تقریر بابت ایمان
وقت 5-7 منٹ

# ✿✿✿ تقریر ✿✿✿

# ایمان اور مومن

## (قرآن کریم کے آئینہ میں)

## (تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (سورۃ النور:56)

کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں
وہ دُور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں
ہر دم اسیر نخوت و کبرو غرور ہیں

(درثمین)

**معزز سامعین!** ایمان کی اہمیت، ضرورت اور برکات پر تقاریر کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں ایمان پر بہت سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور مؤمنوں کی ذمہ داریوں اور فرائض پر بہت روشنی ڈالی ہے۔ آج کی تقریر اس سلسلہ کی دوسری کڑی ہے۔ یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''المؤمنون'' کے نام سے 119 آیات پر مشتمل ایک پوری سورت نازل فرمائی۔ جس کو قرآن کریم کو ترتیب دیتے وقت سورۃ الحج اور سورۃ النور کے حصار میں رکھا گیا۔ جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سورۃ المؤمنون کے تعارف کے آغاز پر فرماتے ہیں:

''پچھلی سورت کے آخر پر یہ ذکر ہے کہ اصل کامیابی قیامِ نماز اور قیامِ زکوٰۃ سے ہے اور اس امر سے کہ اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے تھام لیا جائے۔ پس جس فلاحِ عظیم کا اس میں اشارہ ملتا ہے اس کی تفصیل سورۃ المؤمنون کی ابتدائی آیات میں مذکور ہے کہ فلاح پانے والے وہ مؤمن ہیں جو محض نماز کو قائم نہیں کرتے اور زکوٰۃ نہیں دیتے بلکہ اور بھی ان میں بہت سی صفات پائی جاتی ہیں۔ وہ دونوں قسم کی صفات ہیں یعنی کن کن چیزوں سے بچتے ہیں اور کیا نیکیاں بجالاتے ہیں۔''

(ترجمۃ القرآن صفحہ 577)

**سامعین!** آئیں! سورۃ المؤمنون میں بیان مؤمنون کے اوصاف اور خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جن کا آغاز اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو کامیابی کی نوید سنا کر کیا ہے اور اِن کی خوبیوں اور اوصاف کے ذکر کے بعد فرمایا کہ یہ مؤمن اگر اِن علامات پر عمل پیرا ہوں گے تو فردوس کے وارث ہوں گے۔ اِن خوبیوں میں سے پہلا وصف نمازوں میں

عاجزی کرنے اور آخری وصف نمازوں کے محافظ ہونے کا بیان فرمایا ہے۔ گویا مؤمنوں کے تمام اوصاف کو نمازوں کی پابندی اور خشوع و خضوع سے ادائیگی کا حصار دے کر بیان کیا ہے۔

اِن خصوصیات میں سے ایک خصوصیت وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المؤمنون:4) کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے کہ مؤمن وہ ہیں جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔ لغو باتوں میں وہ تمام لغویات، فضولیات، اخلاقِ سیئہ اور آج کے دَور میں الیکٹرانک میڈیا سے تعلق رکھنے والے تمام امور ہیں جو مخرّبُ الاخلاق ہیں۔ وقت کا ضیاع کرتے ہیں اور عبادات میں رخنہ ڈالتے ہیں۔

مؤمنوں کی ایک علامت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ زکوٰۃ باقاعدگی سے دیتے ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کا ذکر تو قرآنِ کریم میں مختلف جگہوں پر ملتا ہے لیکن سورۃ المؤمنون کے بعد آنے والی سورۃ النّور آیت 38 میں مؤمنوں کی علامات کو اِسی ترتیب سے بیان فرمایا ہے جس ترتیب سے سورۃ المؤمنون میں بیان ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ

یعنی ایسے عظیم مرد جنہیں نہ کوئی تجارت اور نہ کوئی خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے یا نماز کے قیام سے یا زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل کرتی ہے۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل (خوف سے) الٹ پلٹ ہو رہے ہوں گے اور آنکھیں بھی۔

پھر سورۃ النّور کے تعارف میں اِسی تعلق میں حضور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس سے پہلی سورۃ المؤمنون کے شروع میں مؤمنون کی علامت میں فروج کی حفاظت کا خصوصیت سے ذکر فرمایا گیا ہے اور سورۃ النّور کا مضمون بھی بنیادی طور پر اسی مضمون سے تعلق رکھتا ہے اور زانی مرد اور زانی عورت کی سزا کا بھی ذکر ہے اور اس بات کا ذکر ہے۔ گندے لوگ گندے ساتھیوں ہی سے راہ رکھا کرتے ہیں اور مؤمن اس بات کا سختی سے خیال رکھتے ہیں کہ ان کو پاکیزہ ساتھی عطا ہوں۔ اس ضمن میں یہ بھی تاکید فرما دی گئی کہ وہ بدبخت جو پاکدامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں وہ اس کی بہت بڑی سزا پائیں گے۔"

(ترجمۃ القرآن صفحہ 593)

شرمگاہوں کی حفاظت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مؤمن مَردوں اور مؤمن عورتوں کو غضّ بصر کی تلقین کر دی جو فروج کی حفاظت کی بنیاد پیدا کرتی ہے۔

**سامعین**! مؤمنوں کا ایک وصف اپنی امانتوں اور عہد کی نگرانی کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ سورۃ المؤمنون آیت 9 میں بیان فرمایا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے: وہ لوگ (یعنی کامل مومن) جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھتے ہیں۔

اس مضمون کو اللہ تعالیٰ سورۃ المعارج آیت 33 میں بھی بیان فرمایا: ان دونوں آیات میں جہاں رقوم کی امانت میں خیانت نہ کرنے کا وصف بطور حکم کے مؤمنوں کو بیان ہوا ہے وہاں جو وہ عہد کرتے ہیں یا اُن کو کوئی عہدہ ملتا ہے تو وہ بھی امانت ہے جس کی حفاظت بہت ضروری ہے۔

امانت کی حفاظت اور اِس میں خیانت نہ کرنے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا کیا ہے۔ اِن تمام کا تذکرہ تو شاید اِس مختصر سی تقریر میں نہ ہو سکے۔ لیکن ایک امانت کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ امانت، قرآن اور شریعت کی ہے جو سب سے بڑے مؤمن سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُٹھائی اَور آپ نے اِس امانت کی اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی دی ہوئی تمام طاقتوں کے ساتھ حفاظت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر سورۃ الاحزاب آیات 73-74 میں فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

یقیناً ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے جبکہ انسانِ کامل نے اسے اٹھا لیا۔ یقیناً وہ (اپنی ذات پر) بہت ظلم کرنے والا (اور اس ذمہ داری کے عواقب کی) بالکل پروا نہ کرنے والا تھا۔ تاکہ اللہ منافق مَردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مَردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور تاکہ اللہ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھکے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس کے مقابل پر امانت میں خیانت کرنے والوں کو سخت تنبیہہ فرمائی اور عذاب کی خبر دی۔

**سامعین**! ہم آج اِس تقریر میں تین سورتوں سورۃ الحج، المؤمنون اور النّور میں بیان مؤمنوں کے اوصاف بیان کر رہے ہیں۔ بالخصوص سورۃ المؤمنون اور النُّور کے۔ کیونکہ النُّور تسلسل ہے المؤمنون میں بیان مضامین کا۔ اب مَیں سورۃ النُّور میں مؤمنوں سے متعلقہ دو مضامین کو بیان کروں گا۔ جن کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ سورۃ النُّور کی آیات 56 میں اللہ تعالیٰ نے امّتِ محمدیہ میں مؤمنوں سے خلافت کا وعدہ کیا ہے۔

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے:
تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔
یہ آیت، آیتِ استخلاف کہلاتی ہے۔ اِس کو اللہ تعالیٰ نے قیامِ نماز، زکوٰۃ کی ادائیگی اور اطاعتِ رسول کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ قیامِ نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا ذکر ہم کر آئے ہیں۔ جہاں تک اطاعتِ رسول کا تعلق ہے۔ اس کو خلافت کے مضمون کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے رکھ کر فرمایا کہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا۔ نیز آیتِ استخلاف سے قبل آیت 52 میں مؤمنوں کا ماٹو سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا بیان فرما کر آیت 53 میں بھی اس مضمون کو جاری رکھا۔ گویا کہ آیت استخلاف کے سیاق وسباق میں اطاعت کے مضمون کو لا کر اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ جو مؤمن بھی خلافت پر یقین رکھتا ہے اُسے خلیفہ کی مکمل اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہوگی۔ اِسی سورۃ کی آیت 48 میں اللہ تعالیٰ نے عدمِ اطاعت کرنے والوں کو متنبّہ کیا کہ وہ مؤمن نہیں ہو سکتے۔ یاد رہے کہ مؤمنوں کے ماٹو سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ آیت 286 میں بھی بیان فرمایا ہے۔
**سامعین**! ایک اہم حکم مؤمنوں کے حوالہ سے سورۃ النساء آیت 145 میں بیان ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مؤمنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ پکڑا کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف کھلی کھلی حجّت دے دو۔
اسی تعلق میں مؤمنوں کو زبردستی مرتد کرنے کے خلاف قتال کی اجازت دی گئی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ آیت 218 میں فرماتا ہے۔ وہ تجھ سے عزت والے مہینے یعنی اس میں قتال کے بارہ میں سوال کرتے ہیں۔ (ان سے) کہہ دے کہ اس میں قتال بہت بڑا (گناہ) ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجدِ حرام سے روکنا اور ان لوگوں کو وہاں سے نکال دینا جو اس کے (حقیقی) اہل ہیں خدا کے نزدیک اس سے بھی بڑا (گناہ) ہے اور فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے اور وہ لوگ تم سے ہمیشہ جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر اُن میں طاقت ہو تو تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ کردیں اور تم میں سے جو بھی اپنے دین سے برگشتہ ہو جائے پھر اس حال میں مرے کہ وہ کافر ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا میں بھی ضائع ہو گئے اور آخرت میں بھی۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو آگ والے ہیں۔ اُس میں وہ بہت لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔
نیز مؤمن کو غلطی سے یا جان بوجھ کر قتل کرنے کی سزا کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء آیات 93 تا 94 میں یوں کیا ہے اور کسی مؤمن کے لئے جائز نہیں کہ کسی مؤمن کو قتل کرے سوائے اس کے کہ غلطی سے ایسا ہو۔ اور جو کوئی غلطی سے کسی مؤمن کو قتل کرے تو ایک مؤمن غلام کا آزاد کرنا ہے اور (طے شدہ) دیت اس کے اہل کو ادا کرنا ہوگی سوائے اس کے کہ وہ معاف کردیں اور اگر وہ (مقتول) تمہاری دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہو اور وہ مؤمن ہو تب (بھی) ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے۔ اور اگر وہ ایسی قوم سے تعلق رکھنے والا ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد وپیمان ہوں تو اس کے اہل کو (طے شدہ) دیت دینا لازم ہے اور ایک مؤمن غلام کا آزاد کرنا بھی۔ اور جس کو یہ توفیق نہ ہو تو دو مہینے متواتر روزے رکھنا ہوں گے۔ اللہ کی طرف سے یہ بطور توبہ (فرض کیا گیا) ہے۔ اور اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔ اور جو جان بوجھ کر کسی مؤمن کو قتل کرے تو اس کی جزا جہنّم ہے۔ وہ اس میں بہت لمبا عرصہ رہنے والا ہے۔ اور اللہ اس پر غضبناک ہوا اور اس پر لعنت کی اور اس نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔
**سامعین**! تقریر کے آخر پر یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں المؤمنون کے علاوہ المؤمن کے نام کے ساتھ بھی ایک سورۃ لایا ہے۔ جس میں بھی مؤمنوں کے لیے بہت ہدایات موجود ہیں۔ تاہم آیت 8-9 میں فرشتوں کی مؤمنوں کے حق میں دُعا کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ وہ اپنے ربّ سے مؤمنوں کی مغفرت کی استدعا یوں کرتے ہیں۔
اَلَّذِیۡنَ یَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وَمَنۡ حَوۡلَہٗ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ وَیُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ وَیَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ رَبَّنَا وَسِعۡتَ کُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَۃً وَّعِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَکَ وَقِہِمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ﴿﴾ رَبَّنَا وَاَدۡخِلۡہُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ۣالَّتِیۡ وَعَدۡتَّہُمۡ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَاَزۡوَاجِہِمۡ وَذُرِّیّٰتِہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۙ﴿﴾
یعنی وہ جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ جو اس کے گرد ہیں وہ اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں جو ایمان لائے۔ اے ہمارے ربّ! تُو ہر چیز پر رحمت اور علم کے ساتھ محیط ہے۔ پس وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ کی پیروی کی ان کو بخش دے اور

ان کو جہنّم کے عذاب سے بچا۔ اور اے ہمارے ربّ! انہیں اُن دائمی جنتوں میں داخل کر دے جن کا تُونے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور انہیں بھی جو اُن کے باپ دادا اور ان کے ساتھیوں اور ان کی اولاد میں سے نیکی اختیار کرنے والے ہیں۔ یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”مؤمن کو نہیں چاہیے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اُٹھائے پھرے بلکہ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (سورۃ النور: 31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہیے اور بد نظری کے اسباب سے بچنا چاہیے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 332)

**سامعین!** اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو یہ اعزاز بھی قرآن ہی میں بخشا کہ نبی کی بیوی مؤمنوں کی ماں ہوتی ہے (احزاب: 7) نبی کی بیویوں کے حوالہ سے بھی اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو نصائح فرمائی ہیں۔ کہ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو سوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کی دعوت دی جائے مگر اس طرح نہیں کہ اس کے پکنے کا انتظار کر رہے ہو لیکن (کھانا تیار ہونے پر) جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو اور جب تم کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور وہاں (بیٹھے) باتوں میں نہ لگے رہو۔ یہ (چیز) یقیناً نبی کے لئے تکلیف دہ ہے مگر وہ تم سے (اس کے اظہار پر) شرماتا ہے اور اللہ حق سے نہیں شرماتا اور اگر تم اُن (ازواجِ نبی) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزہ (طرزِ عمل) ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاؤ اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ اس کے بعد کبھی اُس کی بیویوں (میں سے کسی) سے شادی کرو۔ یقیناً اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔

تقریر کے آخر پر مؤمنوں کے جن مدارج کا ذکر قرآن میں ملتا ہے وہ بیان کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ المطففین آیات 19 تا 29 میں فرماتا ہے۔

خبردار! یقیناً نیکوں کا اعمال نامہ ضرور علّیّین میں ہے اور تجھے کیا سمجھائے کہ عِلِّیّین کیا ہے؟ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ مقرّب لوگ اُسے (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیں گے۔ یقیناً نیک لوگ ضرور آسائش میں ہوں گے۔ آراستہ تختوں پر متمکّن نظارہ کر رہے ہوں گے۔ تُو اُن کے چہروں میں ناز و نعم کی تروتازگی پہچان لے گا۔ وہ ایک سربمہر شراب میں سے پلائے جائیں گے۔ اُس کی مہر مُشک ہوگی۔ پس اسی (معاملہ) میں چاہئے کہ مقابلہ کی رغبت رکھنے والے ایک دوسرے سے بڑھ کر رغبت کریں۔ اُس کا مزاج تسنیم سے (مرکّب) ہوگا۔ ایک ایسا چشمہ جس سے مقرّب لوگ پئیں گے۔

نیز وہ یہ دعا کرتے ہیں۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر: 11)

یعنی اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم پر سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے کوئی کینہ نہ رہنے دے۔ اے ہمارے ربّ! یقیناً تو بہت شفیق (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مَیں تو کبھی نہیں مان سکتا کہ جو شخص دل سے خدا تعالیٰ کی طرف قدم رکھے وہ ضائع ہو۔ مؤمن آدمی کبھی ضائع نہیں کیا جاتا۔ اُس کو دین بھی ملتا ہے اور دنیا میں بھی عزّت ملتی ہے اور مال بھی“

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 409)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ نے ان کا بار بار اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ جب ایمان انسان کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی عظمت یعنی جلال تقدّس کبریائی قدرت اور سب سے بڑھ کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا حقیقی مفہوم داخل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کے اندر سکونت اختیار کرتا ہے اور شیطانی زندگی پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور گناہ کی فطرت مر جاتی ہے۔ اس وقت ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور وہ رُوحانی زندگی ہوتی ہے یا یہ کہو کہ آسمانی پیدائش کا پہلا دن وہ ہوتا ہے جب شیطانی زندگی پر موت وارد ہوتی ہے۔ اور رُوحانی زندگی کا تولّد ہوتا ہے جیسے بچہ کا تولّد ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 169)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”جب انسان اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انبیاء پر ایمان لے آئے تو وہ اپنی مخلوق کو ہر شر سے امن میں رکھتا ہے اور دنیا و آخرت میں ان ایمان لانے والوں کو طمانیت قلب عطا فرماتا ہے، اپنے انعامات سے نوازتا ہے اور اپنے مؤمن بندوں کو اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کرتا ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے فیض پانے کے لئے مؤمن بننا ہو گا۔ مؤمن بننے کے لئے کیا لوازمات ہیں؟ کون کون سی شرائط ہیں جن پر پورا اتر کر ایک انسان حقیقی مؤمن بن سکتا ہے؟ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ مؤمن کی مختلف خصوصیات بیان فرمائی ہیں کہ ایک مؤمن بندہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے فیض پانے کے لئے ایمان کے مدارج طے کرتے ہوئے ان باتوں کو اپنائے گا تو وہ حقیقی مؤمن کہلائے گا اور فیض پانے والا ہو گا۔

قرآن کریم کے شروع میں ہی مؤمن کی تعریف کا بیان شروع ہو گیا ہے۔ فرمایا اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (البقرۃ:4-5) مؤمن کی پہلی نشانی یہ ہے کہ وہ غیب پر ایمان لانے والا ہے۔ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ نمازوں کو قائم کرنے والا ہے۔ تیسری بات اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا ہے یا جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں ان کے مطابق خرچ کرنے والا ہے۔ چوتھی خصوصیت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تعلیم اتری، اللہ تعالیٰ کی شریعت اتری اس پر ایمان لانے والا اور پانچویں یہ کہ پہلے انبیاء پر ایمان لانے والا اور چھٹی بات یہ کہ آخرت پر یقین کرنے والا ہے۔ یعنی وہ باتیں جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ہوں گی۔ ان پر یقین کرنا۔“

(خطبہ جمعہ 13/ جولائی 2007ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں باعمل مومن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡